بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# نظرات

پاکستان میں بھٹو گورنمنٹ کے سقوط کے بعد سے اب تک ملک میں پارلیمنٹری جمہوریت کو قائم کرنے کی غرض سے جو تمام سیاسی اور مذہبی جماعتوں (بشمول جماعتِ اسلامی و جمعیت علماء اسلام) کا ہمیشہ متفقہ مطالبہ رہا ہے اور جس کو کسی نے کبھی غیر اسلامی کہہ کر رد نہیں کیا، انتخاباتِ عام کے لئے تاریخوں کا تعین اور اُن کا اعلانِ عام بھی ہوتا رہا لیکن الیکشن کی تاریخ ۱۷ رنومبر قریب آرہی تھی۔ مختلف پارٹیاں اس کی تیاری میں سرگرمِ عمل تھیں، عوام کے دلوں میں امنگوں اور ولولوں کا ایک طوفان بپا تھا کہ اچانک صدرِ مملکت کی طرف سے اعلان ہوا کہ انتخابات غیر معینہ مدت کے لئے ملتوی کر دیئے گئے ہیں۔ مارشل لا مکمل طور پر نافذ کر دیا گیا ہے اور اس کے نتیجہ میں سیاسی پارٹیوں کی سرگرمیوں کو ممنوع اور پریس پر سنسر شپ قائم کر دیا گیا ہے۔ صورتِ حال میں یک بیک اس انقلاب اور تبدیلی کے اسباب و وجوہ کیا ہیں؟ اور اس کے ثمرات و نتائج کیا ہوں گے؟ ہم کو اس سے بحث نہیں، کیوں کہ یہ ایک خالص سیاسی چیز ہے اور برہان سیاسی مجلہ نہیں ہے۔

---

البتہ یہ امر دنیا کے سب مسلمانوں کے لئے نہایت اہم اور غور طلب ہے کہ جنرل ضیاء الحق نے مکمل مارشل لا کو دوبارہ نافذ کرنے کے بعد اپنے بیانات میں دو باتوں پر بہت زیادہ زور دیا ہے: ایک یہ کہ پارلیمنٹری طریقہ انتخاب مغربی نظامِ حکومت کا جز اور قطعاً غیر اسلامی ہے اور دوسرے یہ کہ دو چار یا دس برس میں وہ ملک میں اسلامی نظامِ حکومت اپنی ڈکٹیٹر شپ میں قائم کر کے رہیں گے، ایک بیان میں انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ اسلامی نظام قائم کرنے کے لئے نہ جمہوریت درکار ہے اور نہ انتخابِ عام، بلکہ ضرورت صرف اس کی ہے کہ ایک سچے اور پکے مسلمان کو آپ سربراہِ مملکت بنا دیجئے، اور اپنے جملہ مسائل و معاملات اس کے سپرد کر دیجئے۔" جنرل ضیاء الحق نے یہ جو کچھ کہا ہے ہمیں اس پر بدگمان ہونے کی ضرورت

نہیں ہے، اور ہم یہ تسلیم کئے لیتے ہیں کہ انہوں نے جس رائے کا اظہار کیا ہے وہ صدقِ دل سے اور اپنے علم و یقین کے مطابق کیا ہے۔ تاہم اس سلسلہ میں دو نہایت اہم سوال پیدا ہوتے ہیں، اربابِ فکر و نظر کا فرض ہے کہ وہ ان پر سنجیدگی سے غور کریں۔

---

یہ ظاہر ہے کہ پاکستان کا مطالبہ اسی لئے کیا گیا تھا کہ وہاں اسلامی ریاست قائم ہوگی جس کا دستور اور نظام قرآن مجید کی تعلیمات پر مبنی ہوگا۔ اس مقصد کے پیشِ نظر تحریکِ پاکستان کے حامیوں نے جس دیوانگی اور غیر معمولی جوش و خروش کا مظاہرہ کیا اس کی مثالیں تاریخ میں کم ہی ملیں گی۔ پھر پاکستان کے قیام کے بعد جماعتِ اسلامی نے خصوصاً جو نہایت منظم اور فعّال و متحرک جماعت ہے اور دوسری مذہبی جماعتوں اور علمائے کرام نے عموماً ملک میں اسلامی نظام قائم کرنے کی کوششوں میں کوئی کسر نہیں تھی جو اُٹھا رکھی ہو۔ اسلامی دستور ساز کمیٹیاں بنیں، اخبارات میں ان کا چرچا ہوا پروپیگنڈہ اور تبلیغ و اشاعت کے جتنے ذرائع و وسائل ہو سکتے تھے ان کے استعمال میں کوتاہی نہیں کی گئی، لیکن اسلامی نظام قائم کرنے کے لئے متفقہ طور پر جو طریقہ اختیار کیا گیا وہ پارلیمنٹری انتخاب کا ہی تھا۔ چنانچہ پاکستان میں جتنے الیکشن ہوئے ہیں ان سب میں جماعتِ اسلامی اور دوسری اسلام پسند جماعتوں نے بڑی سرگرمی اور جوش و خروش سے حصہ لیا اور اپنے امیدوار کھڑے کئے، لیکن نتیجہ کیا ہوا؟ جماعت اسلامی اور دوسری اسلام پسند جماعتیں ہمیشہ اقلیت میں رہیں۔ یہاں تک کہ مولانا مودودی دنیا سے رخصت ہو گئے اور پارلیمانی طریقہ پر اسلامی نظام کے قیام کا خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہوا۔

---

بھٹو گورنمنٹ کے عہد میں کہا جاتا تھا کہ بھٹو نے الکشن میں سخت دھاندلی کی ہے۔ جس کے باعث اسلام پسند جماعتیں اقلیت میں رہ گئیں۔ لیکن اب جبکہ بھٹو نہیں ہیں اور الکشن ملٹری گورنمنٹ کی نگرانی میں ہونیوالے تھے جماعتِ اسلامی اور دوسری نظام مصطفٰی کی داعی جماعتوں کی راہ ہموار اور صاف ہو جانی چاہئے تھی! لیکن الیکشن کا غیر معینہ مدت کے لئے التوا اور مارشل لا کا دوام

بڑی شدت کے ساتھ نفاذ اس امر کا بین ثبوت ہیں کہ جمہوری طریقہ انتخاب کے ذریعہ نظام اسلامی کو قائم کرنے کی راہ اب بھی ہموار و استوار نہیں ہے۔ اور اس بنا پر اب ڈکٹیٹر شپ کے زیر سایہ اسے برپا کرنے کی کوشش کی جائیگی، ! اگر واقعی ایسا ہی ہے تو اب سوالات یہ پیدا ہوتے ہیں: جمہوری طریقۂ انتخاب اسلامی ہے یا نہیں ؟ اگر نہیں ہے تو جماعت اسلامی اور علمائے کرام نے اسے کیوں قبول کئے رکھا اور ہمیشہ اس پر زور دیا، اور اگر اسلامی ہے تو آج جنرل ضیاء الحق اسے غیر اسلامی کیوں کہہ رہے ہیں ؟

دوسرا سوال یہ ہے کہ آخر اس کی کیا وجہ ہے کہ اتنا عرصہ گذر جانے کے باوجود اب تک عوامی ووٹوں کے ذریعہ نظام مصطفیٰ قائم کرنے کا امکان نظر نہیں آتا ! کیا اس کی وجہ یہ ہے کہ عوام کو یقین نہیں ہے کہ نظام مصطفیٰ ان کے اقتصادی اور معاشرتی معاملات و مسائل کا کامیاب حل پیش کر سکے گا۔ یا اس کی وجہ یہ ہے کہ نظام مصطفیٰ کے علمبرداروں کی عملی زندگیوں اور ان کے باہمی اختلافات اور اعمال و اطوار کے پیش نظر عوام کو اندیشہ ہے کہ یہ لوگ نظام مصطفیٰ کو اس کی اصل صورت و شکل اور حقیقی اسپرٹ کے ساتھ نافذ اور رائج نہیں کر سکیں گے، بہرحال یہ سوالات ہیں جن پر سنجیدگی سے غور کرنے کی ضرورت ہے۔

---

# ضروری گذارش

(ادارہ ندوۃ المصنفین کی ممبری یا بُرہان کی خریداری وغیرہ کے سلسلے میں جب آپ دفتر کو خط لکھیں یا منی آرڈر ارسال فرمائیں تو اپنا پتہ تحریر کرنے کے ساتھ ساتھ بُرہان کی چٹ پر آپ کے نام کے ساتھ درج شدہ نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں۔ اکثر منی آرڈر کوپن پتہ اور نمبر سے خالی ہوتے ہیں۔ جس کی وجہ سے بڑی زحمت ہوتی ہے۔

(جنرل منیجر)